Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 2 (Oct-Dec 2023)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Public Welfare and Role of Muslim Ummah: An analytical study in the light of Islamic teachings

رفاہ عامہ اور امت مسلمہ کا کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Hafiz Abdul Qayyum
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur,
abdulqayyum4688@gmail.com

Dr.Ghulam Haider
Associate Professor, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur,
ghulam.haider@iub.edu.pk

Abstract:

The religion of Islam has distinction among all the religions of the world. Worship is given primary importance in Islam. Practices and ethics are also of prime importance in the religion. The concept of serving the people and public welfare is actually the basis of Islamic philosophy of human rights .Serving the people and public welfare has been given an important status by Allah and it is a duty that cannot be ignored. The concept of public welfare in Islam is the result of evolutionary process, but its history can be seen from the dawn of Islam itself. In relation to welfare works and human services, there is a practical example of Prophet Muhammad PBUH in front of us. It is a great tragedy that a large number of people in the world are not only living in fear but also deprived of basic facilities, so there is a need to work for welfare. This research paper highlights the importance of welfare in the light of Islamic teachings.Moreover welfare means in the present era is also focussed in the article .

Keywords: Holy Quran, Hadith, Public Welfare, Human Services, Charity

تعارف واہمیت:

دین اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسلام میں جہاں عبادات کو بنیادی اہمیت دی گئ ہے، وہیں معاملات اور اخلاقیات بھی دین میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔اسلامی فلسفہ حیات کے مطابق حقوق العباد کو حقوق اللہ پر دہری اہمیت حاصل ہے۔خدمت خلق اور رفاہ عامہ کا تصور در حقیقت حقوق العباد اور احترام انسانیت کے اسلامی فلسفے کی اساس ہے، جس سے اسلام میں اس کی عظمت واہمیت کا پتا چلتا ہے۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[1]

نیکی اور پرہیز گاری کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون ومدد کرو، گناہ اور برائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ - رضي الله عنهما - قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ, أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟, وَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ فَقَالَ: "أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ, أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ يَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ يَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا، وَلَأَنْ أَمْشِي مَعَ أَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ, أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ - مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ - شَهْرًا"[2]

ترجمہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کی، اے اللہ کے رسول، اللہ کے ہاں محبوب ترین کون ہے؟ اور کون سے اعمال اللہ کو زیادہ پسند ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین وہ ہے، جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے، مشکل دور کرتا ہے، قرض ادا کر دیتا ہے، بھوک مٹاتا ہے۔ اور کسی شخص کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا، مجھے مسجد نبوی میں ایک ماہ کے اعتکاف سے بھی زیادہ پسند ہے۔

مخلوق خدا کی خدمت کرنا اور ان کے کام آنا، ان کے مصائب و آلام کو دور کرنا، ان کے دکھ درد کو بانٹنا اور ان کے ساتھ ہمدردی و غم خواری اور شفقت کرنے پر ہر شریعت اسلامیہ نے زور دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرَّاحمون يرحَمُهمُ الرحمنُ، ارحموا أهلَ الأرضِ، يرحمْكم مَن في السماءِ.»[3]

رحمت کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے، تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو آسماں والا تم پر رحم فرمائے گا۔

اس طرح ارشاد ربانی ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[4]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو پیدا ہی اس غرض سے کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

بقول امام رازی! کہ ساری عبادتوں کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک امر الٰہی کی تعظیم دوسری خلق خدا پر شفقت، دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام۔ حقوق العباد کی فہرست بہت طویل ہے کہیں انسان کی اپنی ذات کے حقوق ہیں، کہیں والدین کے حقوق ہیں، کہیں اساتذہ کے حقوق ہیں، کہیں رشتے داروں کے حقوق ہیں، کہیں دوستوں کے حقوق ہیں اور کہیں اہل علم کے علم حقوق ہیں۔ یہاں تک کے جانوروں کے حقوق بھی ہیں اور ان ہی حقوق کی کماحقہ ادائیگی میں ہر معاشرے کی خوبصورتی اور بقا کا دارومدار ہے۔

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے، کیونکہ حقوق العباد کی ادائیگی میں بہت زیادہ احادیث صحیحہ میں تاکید کی گئی ہے۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ"[5]

ترجمہ: مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ وہ آدمی ہے جو اس کے کنبے (مخلوق) کے ساتھ نیکی کرے۔

دین اسلام نے مسلمانوں کے لیے ایثار، اخوت، اتحاد و اتفاق اور خیر خواہی کو اپنے نظام میں ایک روشن مقام دیا ہے اس پر کاربند ہونے کو نماز اور روزے سے بہتر قرار دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟" قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ"، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ".[6]

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتادوں جس کے ثواب کا درجہ روزے، صدقے اور نماز کے ثواب سے زیادہ ہے ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ سن کر عرض کیا ہاں ضرور بتادیں آپ نے فرمایا آپس میں دشمنی رکھنے والے دو شخصوں کے درمیان صلح کرانا اور دو آدمیوں کے درمیان فساد و نفاق پیدا کرنا ایک ایسی خصلت ہے جو مونڈنے والی ہے یعنی اس خصلت کی وجہ سے مسلمانوں کے معاملات اور دین میں نقصان و خلل پیدا ہوتا ہے۔

اسلام کی زریں تعلیمات سے یہ بات بالکل واضح ہوئی ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کی عزت اور اس کی جان و مال کا تحفظ اس کا دینی فریضہ ہے، اس کے دکھ درد میں شریک ہونا اس کے لیے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ خدمت خلق اور رفاہ عامہ کو اللہ تعالیٰ نے اہم درجہ دیا ہے اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے جسے کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے:

کہ میں تمہارے تمام حقوق معاف کر سکتا ہوں لیکن اپنے بندے کے کسی حق کو معاف نہیں کروں گا۔[7]

تاریخ کی اولین داستانوں سے لے کر موجودہ دور تک ایسے کئی ادارے یا شخصیات ہیں جو حکومت وقت کا سہارا بنتے ہیں اور عوام الناس کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے وسائل پیدا کرتے ہیں۔ یہ ریاستی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کی بہتری کے لیے بھی اپنی خدمات دیتے ہیں۔ چاہے کوئی ملک پسماندہ ہو، ترقی پذیر ہو یا ترقی یافتہ، ان اداروں کی موجودگی وہاں اپنی اہمیت رکھتی ہے۔ فلاحی اداروں کا موجود ہونا ملک و قوم کی ترقی کے لیے راستے ہموار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ جیسے ترقی یافتہ خطے میں بھی بے شمار فلاحی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کی تشکیل کے پیچھے کسی نا کسی شخص کا ایک خواب چھپا ہوتا ہے اور قیام کی وجہ بنتا ہے۔ یہ ہے اصل انسانیت کا درس جو ہمیں ہمارے دین سے بھی ملتا ہے۔ دکھی انسانیت کی خدمت ہی اصل کام ہے اور الحمد للہ ہمارے ملک میں ایسے بہت سارے گمنام ہیروز ہیں جو بغیر کسی لالچ اور تمنا کے فلاحی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل اور اشرف المخلوق انسان ہے، اور انسانوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں، دنیا بھر میں لاکھوں کی تعداد میں سماجی، رفاہی ادارے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ اور ان اداروں میں مسلم فلاحی ادارے نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

انسانیت کی خدمت اور معاشرتی فلاح و بہبود کا درس ہمیں تمام ادیانِ عالم میں ملتا ہے۔ لیکن ان تمام ادیان میں جو چیز اسلام کو ممتاز بناتی ہے وہ اس کی فرضیت ہے۔ کیونکہ اسلام دنیا کا واحد دین ہے جو انسانیت کی خدمت اور معاشرتی فلاح و بہبود کی خاطر زکوٰۃ کو دین کا چوتھا بنیادی رکن قرار دینے کے ساتھ ساتھ تمام صاحبِ استطاعت افراد پر اسے فرض قرار دیا ہے۔ دین اسلام میں انسانیت اور معاشرتی فلاح و بہبود کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس عمل کو دین کے فرائض میں رکھ کر بھی بات ختم نہیں کی بلکہ مستحب قرار دے کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تمام حدیں ختم کر ڈالیں۔ جیسا کہ حکم ہوا ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ.[8]

ترجمہ: ''اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ فرما دیں جو ضرورت سے زائد ہے (خرچ کر دو)، اسی طرح اللہ تمہارے لیے (اپنے) احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔''

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہے تو اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر سکتا ہے۔

تاہم خدمت خلق اور رفاہ عامہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور بہت بڑی عبادت بھی۔ کسی انسان کے دکھ درد کو بانٹنا حصول جنت کا ذریعہ ہے۔ کسی دکھی دل پر محبت و شفقت کا مرہم رکھنا اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ کسی مقروض کے ساتھ تعاون کرنا اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ ہے، کسی بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا حق بھی ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے، کسی بھوکے کو کھانا کھلانا بڑی نیکی اور ایمان کی علامت ہے۔

اسلام کی ان مثالی تعلیمات سے اسلامی معاشرے میں خدمت خلق اور رفاہ عامہ کی اہمیت پورے طور پر اجاگر ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی رفاہ عامہ اور سماجی خدمت کے کام بہت ضروری ہیں اور کچھ پہلوؤں سے قدرے مشکل بھی۔ اسلام اور اسلامی تاریخ سے راہنمائی حاصل کی جائے تو قدم قدم پر خدمت کی ترغیب ملتی ہے۔

کیونکہ معاشرے کا چین و سکون، تعمیر و ترقی، فلاح و بہبود اس میں بسنے والے افراد کے اخلاق و کردار کی حفاظت اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔ اس لئے مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں انسانی حقوق (Human Rights) کی حفاظت کے لئے مختلف قوانین رائج ہیں مگر دینِ اسلام کو اِنسانی حقوق کے تحفظ میں سب پر برتری حاصل ہے کیونکہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے نہ صرف حقوق العباد کی اہمیت پر زور دیا بلکہ ان کی ادائیگی نہ کرنے والے کو دنیوی و اُخروی طور پر نقصان اور سزا کا مستحق بھی قرار دیا۔ حقوق العباد کو جس قدر تفصیل و تاکید سے اسلام نے بیان کیا ہے، یہ اسی کا خاصہ ہے۔ ان حقوق میں والدین، اولاد، زوجین یعنی میاں بیوی، رشتہ دار، یتیم، مسکین، مسافر، ہمسایہ، سیٹھ، نوکر اور قیدی وغیرہ کے انفرادی حقوق کے ساتھ دیگر اجتماعی و معاشرتی حقوق کا وسیع تصور بھی شامل ہے۔[9]

اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور:

اسلام میں نیکی اور رفاہ عامہ کا تصور بہت وسیع ہے۔ اس میں پس ماندہ افراد کے حقوق کی ادائیگی کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے۔ خدمت خلق کا دائرہ کار اپنوں تک محدود نہیں ہے بلکہ سب تک پھیلا ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔[10]

ترجمہ: "نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانیں اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوۃ دے۔"

اسلام نے نہ صرف فرد بلکہ ریاست کو بھی عام لوگوں کی فلاح و بہبود کا پابند بنایا ہے اور حکمرانوں کو جواب دہ بنایا ہے کہ وہ رعایا کی ضروریات کو پیش نظر رکھیں۔

اسلام انفرادی، اجتماعی اور ریاست و حکومتی سطح پر انسانوں کی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھتا ہے۔

اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور ارتقائی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کی تاریخ کا آغاز ظہور اسلام کے ساتھ ہی نظر آتا ہے۔ اور مسلمان ہر دور میں سماجی و معاشرتی بہبود انسانی کی خاطر مسلسل مصروف عمل رہے ہیں۔ ان کا مطمع نظر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مسلمان حاجت منداور محتاج افراد کی ضروریات کی تکمیل کی ذمہ داری کتاب و سنت کے عائد کردہ احکامات کے مطابق محسوس کرتا ہے۔

کیونکہ انسان اپنی طبعی، جسمانی اور فطری ساخت کے لحاظ سے سماجی اور معاشرتی مخلوق ہے۔ تقریباً پوری کی پوری انسانی زندگی باہمی روابط کا مجموعہ ہے۔ انسان اپنی خوراک، لباس، پرورش، تعلیم و تربیت اور دیگر معاشی و معاشرتی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسرے انسانوں کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ احتیاج قدم قدم پر اسے محسوس ہوتی اور رہتی ہے۔ سماجی خدمات اور سماجی کاموں کی ابتداء حقیقت میں اس دن سے شروع ہوئی جس دن حضرت انسان (آدم علیہ السلام) نے دنیا میں قدم رکھا۔ اسے ضروریات زندگی کی تلاش میں متعدد اشیاء کی ضرورت پڑی۔ اس عمل میں اسے تعاون اور مدد کی ضرورت پڑی اور اس نے کسی سے مدد لی اور کسی نے اس کی مدد کی۔ یوں سماجی خدمات اور باہمی تعاون کی ابتداء ہوئی۔ گو کہ ابتدا میں اس کا محرک مذہبی اور اخلاقی جذبہ تھا۔

دورِ جدید میں سماجی خدمات (Social Services) کا تصور ہر فلاحی ریاست اور معاشرہ میں عوام کی ترقی اور بہبود کے لیے نمایاں کردار ادا کرنے میں پیش پیش نظر آتا ہے۔ اگرچہ سماجی خدمات کی ابتداء مذہبی جذبے اور غرباء کی مدد سے ہوئی اور اس کی بنیادیں مذہبی جذبے پر ہی استوار ہوئیں لیکن آج کل ریاستوں نے بھی سماجی خدمات کی ذمہ داریاں قبول کرنا شروع کی ہیں۔[11]

رفاہ عامہ اور اسوہ حسنہ:

رفاہی کاموں اور انسانی خدمات کے سلسلے میں ہمارے سامنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ موجود ہے۔ آپ انسانی خدمت کے لیے ہمیشہ متحرک رہتے تھے۔ بعثت نبوی سے قبل کے دور میں بھی آپ ہی تھے جو دکھی لوگوں کی دست گیری کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کا تعارف ان سنہرے اور جامع الفاظ سے کرایا:

فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ[12]

ترجمہ: "اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رنج نہ دے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، آپ ناداروں کے لیے کماتے ہیں، آپ مہمان نوازی کرتے ہیں، آپ حوادث کے زمانے میں متاثرہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں"۔

صحابہ کا ایثار:

ایثار اور خدمت کے اسی جزبے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی ایک مثالی ٹیم بنادی تھی۔ اللہ کے رسول سے تربیت پاکر وہ ہر معاملے میں دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ وہ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھانا کھلاتے، خود تکلیف برداشت کرتے اور دوسروں کو آرام پہنچاتے تھے۔ خدمت خلق اور جزبہ ایثار صحابہ کی زندگی کا مقصد بن گیا تھا۔ ہر کمزور اور مظلوم کو ان سے امید پیدا ہوگئی کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی ظالم و جابر ہمارا استحصال نہیں کر سکے گا۔

سیرت طیبہ اور پس ماندہ طبقوں کی مدد:

یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد نہ صرف خوف وہراس کی زندگی گزار رہی ہے بلکہ وہ بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہے۔ان طبقات میں غربت اتنی چھائی ہوئی ہے کہ ان کے بچے بنیادی تعلیم سے بھی محروم ہیں۔ایک محتاط عالمی اندازے کے مطابق صرف ہندوستان میں 30 کروڑ افراد خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں کہ جن کو ایک دن میں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہے۔

اس کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں فٹ پاتھ پر رہنے والے بچوں کے پاس سر چھپانے کے لیے کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔کروڑوں کی تعداد میں لوگ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں جن کو پینے کے لیے صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔یہ منظر نامہ انتہائی تشویش ناک ہے۔

پس ماندہ علاقوں میں رفاہ اور دعوت کا کام کرنے کی ضرورت ہے۔اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے۔آپ نے پس ماندہ افراد پر خصوصی توجہ دی۔ایک یورپی مصنف نے صحیح کہا ہے کہ:"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس علاقے میں مبعوث ہوئے،جو دنیا کا پس ماندہ ترین خطہ تھا،یہ علاقہ بھر کے علوم وفنون کے مرکز سے دور تھا،اور وہاں انسانی ترویج کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا،لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے ہی عرصہ میں اس علاقے میں نا قابل یقین حد تک جو حیرت انگیز انقلاب لے آئے،وہ آپ کے علاوہ کسی اور شخصیت سے ممکن ہی نہیں تھا۔یہ آپ کی راہنمائی کا اعجاز تھا کہ انسانی کردار کی عظمت سے محروم اس خطے سے عالم انسانیت کی راہنمائی کا آغاز ہوا"۔[13]

موجودہ زمانے میں،رفاہ عامہ کی ضروری سرگرمیاں:

1- اسکالرشپ متعارف کروانا

بہت سی سرکاری اور غیر سرکاری اسکیمیں اور وظائف ہیں،جن سے اکثر مستحق لوگ ناواقف ہیں۔ان اسکیموں اور اسکالرشپس کو متعارف کروانا بھی ایک اہم کار خیر ہے۔اس کے علاوہ غریب طلبہ وطالبات اور مستحقین کو اسکالرشپ فراہم کرنے کے لیے فورم اور ٹرسٹ قائم کیے جائیں۔ان کے لیے مفت کوچنگ سنٹرز کا بھی قیام عمل میں لایا جائے،تاکہ نادار مگر محنتی طلبہ آگے بڑھ سکیں۔

2- طبی امداد بہم پہنچانا

دور حاضر میں متنوع بیماریوں نے جنم لیا ہے اور کچھ بیماریوں کے علاج پر 10 سے 15 لاکھ کا خرچ آجاتا ہے۔سرکاری ہسپتالوں میں ایسے بے سہارا مریضوں کی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے،جنھیں دواؤں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔یہ مریض کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں۔ان کے پاس پہنچنا اور دواؤں کا انتظام کرنا ایک بڑی نیکی اور انسانی خدمت ہے۔طبی امداد کے سلسلے میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جگہ جگہ میڈیکل کیمپوں کا اہتمام کیا جائے،جن سے لوگ بڑی تعداد میں استفادہ کر سکیں۔

مزید یہ بھی کہ میڈیکل کرانے کے لیے دور دراز کے علاقہ جات اور غریب آبادیوں میں کیمپ لگا کر نمونے اکھٹے کیے جائیں اور مریضوں کی مدد کی جائے۔اسی طرح سے ناگہانی آفات،زلزلہ،سیلاب کے موقع پر متاثرین کو امداد و طبی سہولیات پہنچانے کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔اس موقع پر دینی اداروں اور تنظیموں کو کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے۔

3۔تعمیراتی کام اور رفاہ عامہ:

عام انسانوں کی سہولت کے لیے پل،سڑک سرائے وغیرہ کی تعمیر کرنا ایک عظیم انسانی خدمت ہے۔ظاہر ہے کہ اس کے لیے بڑے وسائل چاہیے،جو عام آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتے،لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ کے قریب سڑک میں اگر کہیں تھوڑی بہت ٹوٹ پھوٹ ہو تو اسے مرمت کرا دیا جائے۔اگر اس وقت یہ نہیں کیا جائے گا تو سڑک کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو جائے گا۔اس طرح کا کام کرنا مفاد عامہ کے لیے مفید ہے۔عالم اسلام میں ان لوگوں کی بڑی تعداد ہے جو جھونپڑیوں میں زندگی گزارتے ہیں۔ان مفلوک الحال لوگوں کے لیے ایک ایک،دو دو کمروں پر مشتمل مکانات کی تعمیر کا انتظام کرنے کی بھی ضرورت ہے۔[14]

4- صفائی اور ماحول کی بہتری کے لیے مہم چلانا

اسلام نے طہارت اور صفائی پر بے حد زور دیا ہے۔نہ صرف انفرادی طور پر صاف رہنے کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ پورے ماحول کو صاف رکھنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ راستوں کو صاف رکھو اور گندگی اور تکلیف دہ چیزوں کو وہاں سے ہٹاؤ،اور اس نوعیت کی خدمات کو اللہ کے رسول نے صدقہ میں شمار کیا ہے۔جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَإِمَاطَتُهُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ"[15]

ترجمہ: راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

اسلام نے پانی کو بھی صاف شفاف رکھنے کا حکم دیا ہے اور سڑک، سایہ دار درخت، باغ، دریا، تالاب، ندی نالے اور دریا کے پانی میں پیشاب کرنے اور گندگی پھیلانے سے منع کیا ہے۔ صفائی ستھرائی اور ماحول کو صاف رکھنے کے لیے مہمیں چلانی چاہیے اور یہ مہمیں ہماری دعوت کا حصہ ہونی چاہیے۔

5- مظلوموں اور کمزوروں کی مدد

مظلوموں، بے کسوں اور کمزوروں کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے اور ان کی حالت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ان کا کوئی دستگیر اور پرسان حال نہیں ہے۔ اس تعلق سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے کیونکہ مظلوموں کی حمایت کرنا، کمزوروں کی دادرسی اور مفلوک الحال لوگوں کی مدد و اعانت کرنا دعوت دین کا جزو لاینفک ہے۔

6- ظلم و جبر کے خلاف متحد ہونا

ظلم و ناانصافی ایک ایسا گھناؤنا فعل ہے جس کو دنیا کے ہر مذہب نے ناقابل برداشت ٹھرایا ہے۔ لیکن اسلام نے اس حوالے سے اعلی نمونہ پیش کیا ہے اور ہر مسلمان کو اس بات کا پابند ٹھرایا ہے کہ وہ ظلم و ناانصافی کو ختم کرنے کے لیے اولین فرصت میں قدم اٹھائے۔ اگرچہ غیر مسلموں سے بھی تعاون کرنا پڑے تو کرنا چاہیے۔ ریاست اور معاشرے کو پر امن رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ظلم و زیادتی کو نہ ہونے دیں۔ ظلم و جبر کو ختم کرنے کے لیے ایک بہترین مثال حلف الفضول کی ہے، جس میں مختلف قبائل نے یہ طے کیا تھا کہ ظالم کہ خلاف مظلوم کی حمایت کریں گے۔ ان میں سے جن باتوں کا عہد کیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مکہ کے حدود میں کسی پر ظلم نہیں کرنے دیں گے۔

2۔ ہم سب مل کر مظلوم کی مدد کریں گے اور اسے اس کا حق دلوائیں گے۔

3۔ کسی شخص کو کسی کے مال و آبرو پر دست درازی نہ کرنے دیں گے۔

4۔ مکہ میں رہنے والے اور باہر سے آنے والوں کی یکساں دادرسی کی جائے گی۔

یہ معاہدہ اتنا عظیم و شان دار تھا،

کہ اس کے بارے میں ارسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لقد شهدت في دار عبدالله بن جدعان حلفا ما احب ان لي به حمر النعم و لو ادعى به في الاسلام لا حببت[16]

"میں عبد اللہ بن جدعان کے مکان میں ایک ایسے حلف (حلف الفضول) میں موجود تھا جو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیارا تھا اور اگر اسلام میں بھی کوئی ایسے عہد کی طرف بلائے تو میں قبول کرلوں گا"۔

7۔ تعلیم کا انتظام کرنا

ایسے بچوں یا افراد کو جو معاشی تنگ دامنی کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہوں ان کی تعلیم کا انتظام کرنا دعوت کا ایک اہم حصہ ہے۔ دور نبوت میں تعلیم نہ صرف عام بلکہ مفت بھی تھی اور تعلیم پر کسی طبقے کی اجارہ داری قائم نہیں تھی۔ اسلام نے تعلیم حاصل کرنے کو ہر فرد کے لیے لازم قرار دیا ہے۔ تعلیم و تعلم صرف بچوں، مردوں، عورتوں، بوڑھوں کے لیے نہیں بلکہ غلاموں اور لونڈیوں کو بھی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کے رسول نے مدینہ پہنچ کر سب سے پہلا کام جو کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی۔ اس مسجد میں درس گاہ کی بنیاد بھی رکھی گئی جس کو عربی میں 'صفہ' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک کھلی اقامتی درس گاہ تھی، جس میں ہر چھوٹا بڑا تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔ داعی کو اس پہلو پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ ایسا راستہ ہے جس سے داعی اپنے مخاطب کو ابدی سچائیوں سے روشناس کرا سکتا ہے۔ اس لیے داعی یا تحریکوں اور تنظیموں کو تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے اور اپنے وسائل میں سے ایک بڑا حصہ اس پر صرف کرنا چاہیے۔ معیاری تعلیمی ادارے، تعلیم بالغاں، کیریئر گائڈنس اور مفت کوچنگ سنٹرز اس ضمن میں کافی مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

8- کونسلنگ سنٹروں کا قیام

عصر حاضر میں مختلف قسم کی نفسیاتی بیماریوں نے جنم لیا ہے۔ڈپریشن اور دوسری قسم کی بیماریاں بڑھتی جارہی ہیں۔اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ نفسیاتی اصلاح کاری کے مراکز قائم کیے جائیں، جہاں سے ذہنی اور اعصابی بیماریوں میں مبتلا مریضوں کا علاج مفت کیا جاسکے۔

9- اجتماعی زکوۃ کا نظام

اگر مسلمان زکوۃ، صدقات اور خیرات کو منظم انداز سے جمع کریں تو غربت اور پس ماندگی کو آسانی سے ختم کیا جاسکتا ہے۔رفاہ عامہ کا ایک منفرد تصور قرآن کریم نے دیا ہے۔ قرآن کریم نے مصارف زکوۃ میں فقراء۔مساکین، مقروضوں،اسیران اور مسافروں کو شامل کیا ہے۔

ارشادباری تعالی ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔[17]

ترجمہ: یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں مسافر نوزای کے استعمال کرنے کے لیے ہیں۔ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا وبینا ہے۔

10- روزگار کی فراہمی

ایک نوجوان کے لیے مقصد زندگی سے واقفیت بہم پہنچانے کے ساتھ روزگار کا انتظام کرانا بھی بہت عمدہ خدمت ہے۔اس تعلق سے تحریکات اسلامی، دینی تنظیموں اور اداروں کو سامنے آنے کی ضرورت ہے۔یہ ادارے اگر وسیع پیمانے پر اسکولوں، کالجوں، ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس وغیرہ کو قائم کریں تو نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد میں روزگار مل سکتا ہے۔روزگار نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان طبقے کے مایوس افراد چوری، اسمگلنگ، منشیات اور دوسرے غیر قانونی کاموں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔اس لیے نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے مہارتوں سے آراستہ کرنے اور گھریلو صنعتوں میں خدمات کی انجام دہی کی جانب فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔یہ چیز صحت مند معاشرے اور دعوت دین کے لیے ایک کارگر ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔

11- میڈیا پرسنز کی تیاری

آج دنیا بھر میں اسلام مخالف لہر زوروں پر ہے۔روزانہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو کسی نہ کسی جگہ پریشان کیا جاتا ہے۔جہاں بھی مسلمان اقلیت میں ہیں،وہاں تو ان کو نہ صرف تعلیمی سطح پر بلکہ سیاسی سطح پر بھی منصوبہ بند طریقے سے پس ماندہ رکھا جارہا ہے۔مسلمان نوجوانوں کو اسلام پسندی کی وجہ سے گرفتار کرکے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے، یا ریاستی خوف کا شکار کیا جارہا ہے۔اس طرح مسلم شناخت کی بنیاد پر مسلمانوں کے خلاف نسلی فسادات بھی بڑھ رہے ہیں اور اسلام کے بارے میں بڑے پیمانے پر غلط فہمیاں بھی پھیلائی جاتی ہیں۔اس سلسلے میں میڈیا انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں سے جدید تعلیم یافتہ نوجوان اور ماہرین، رپوٹرز اور تجزیہ نگار تیار ہوں، اور جو لوگوں کو حالات اور واقعات کی حقیقی شکل سے روشناس کرائیں۔اور حق وصداقت کی سچائی کا علم لے کر پروپیگنڈا پھیلانے والوں کا پردہ چاک کریں۔یہ تبھی ممکن ہوپائے گا، جب متمول افراد، ماہرین اور تحریکات، تنظیمیں اور ادارے اس جانب بھرپور توجہ دیں۔اسی طرح ذہین اور باصلاحیت طلبہ کو ماس کام یا میڈیا کورس میں داخلہ لینے کی ترغیب دی جائے اور حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ مالی معاونت کا انتظام بھی کیا جائے۔

ایسی سرگرمیوں سے مسلمانوں کی خدمت کے ساتھ، معاشرتی امن اور دعوت دین کے کاموں کو زیادہ موثر انداز سے ترقی دی جاسکتی ہے۔

دین اسلام قدرت رکھنے والے ہر شخص کو خیر کی دعوت دیتا ہے اور یہ دعوت عام ہے اس میں ایک مالدار، غریب مزدور، تاجر، زمیندار، استاد، شاگرد، مردوعورت، جواں وبوڑھا اور کمزور وعاجز بھی نیکی کا کام کرسکتا ہے اور اس کے مالی حالات معاشرے میں نیکی اور بھلائی کے کام کرنے ہیں کوئی رکاوٹ نہیں بنتے۔مسلم معاشرے میں کوئی ایسا انسان نہیں جو کسی نہ کسی طرح سے بھلائی کا کام نہ کرسکتا ہو۔ہر انسان اپنی حیثیت کے مطابق خیر وفلاح کے کام کرسکتا ہے مالدار مال اور مرتبہ کے ذریعے فلاح وبہبود کے کام کرسکتا ہے اگر غریب ہے تو وہ یہ فلاح وبہبود کے کام اپنے اندر، اپنے دل اور زباں سے کرسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض ناداروں نے آپ سے شکایت کی کہ مالدار لوگ نیکی کے میدان میں ان سے آگے بڑھ گئے ہیں۔کیونکہ وہ اپنی دولت کو رفاہ عامہ اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں جبکہ ناداروں کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"کہ رفاہ عامہ اور نیکی کرنے کا ذریعہ صرف مال ہی نہیں بلکہ ہر وہ کام جو بھلائی کا کام ہو وہ صدقہ ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے۔مزید وضاحت فرمائی تم جو ایک دفعہ اللہ کی تسبیح کرتے ہو یہ بھی صدقہ ہے، کسی کو بھلائی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے، برائی سے روکنا بھی صدقہ

ہے، راستے سے کانٹے دار چیز کو ہٹانا جو تکلیف کا باعث ہو وہ بھی صدقہ ہے، دو آدمیوں میں صلح کرادینا بھی صدقہ ہے۔ اور اگر تم کسی شخص کو سواری پر چڑھنے میں مدد دو یہ بھی رفاہ اور مدد کا کام ہے۔ اس لیے حکم ہے کہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کی جائے۔[18]

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔[19]

اور جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیاوی حصے کو نہ بھول جا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا[20]

اگر تم اچھے کام کرو تو اس کا فائدہ تمھیں ہو گا اور اگر برے کام کرو تو اس کا نقصان بھی تمھیں ہی اٹھانا ہو گا۔

یقیناً انسانیت اور انسانی خدمت کا جزبہ جس کے اندر موجود ہو وہ انسان بہت ہی عظیم اور فائق ہوتا ہے۔

فکر اقبال:

مسلم رفاہِ عامہ کے ذریعے مسلمانوں کی روزی کا مسئلہ حل کرنے کی ویژن پر مبنی جناح و اقبال کی فکر پر مملکتِ خداداد پاکستان کو قائم ہوئے 77 برس سے زیادہ ہو چکے ہیں لیکن جنوبی ایشیا میں مسلم رفاہی ریاست کا خواب تاحال شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا ہے۔ حکومتیں آتی رہیں اور حکومتیں جاتی رہیں لیکن سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مافیائی نظام کے سامنے رفاہِ عامہ کی فکر ہمیشہ ہی دم توڑتی رہی۔ برّصغیر میں مسلمانوں کی غربت ختم کرنے کے لئے 1937ء میں اسلامی معاشی نظام کی ترویج پر مبنی اقبال و جناح کی مشاورت جس میں اِس فکر کی تجدید کی گئی تھی کہ جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی غربت اور روزی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے اکھنڈ بھارت کے ہندو تصور کے مقابلے میں مسلم اکثریتی علاقوں میں ایک آزاد مسلم مملکت کے قیام کی جدوجہد انتہائی ضروری ہے جہاں مسلمان اپنے تہذیبی ورثہ کے مطابق اپنی زندگی گزارنے میں آزاد ہوں۔ مارچ 1940ء میں اِسی فکر کی بنیاد پر تحریکِ پاکستان کا آغاز کیا گیا اور قائد اعظم محمد علی جناح نے طویل بیماری کے باوجود اپنی بے لوث جدوجہد سے جنوبی ایشیا میں ایک آزاد مملکت پاکستان کی بنیاد رکھ دی لیکن قیام پاکستان کے بعد اُنکی جلد رحلت کے سبب مسلم رفاہ عامہ اور بنیادی انسانی حقوق کے کام میں جو رکاوٹ حائل ہوئی اُسے آج تک نہیں پاٹا جاسکا ہے۔[21]

لہذا قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں ہمیں اپنے آپ سے عہد کرنا ہو گا کہ ہمیں دکھی، غریب اور مفلس انسانیت کی خدمت و تعاون میں اپنے سکون و آرام کو قربان کرنا پڑا تو ضرور قربان کریں گے۔

سفارشات:

1: خدمت خلق اور رفاہی امور میں دلچسپی معاشرے میں استحکام اور امن وامان کے قیام کو یقینی بنانے میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔ لہذا معاشرہ کے ہر فرد کو اس کار خیر میں رضاکارانہ طور پر حصہ لینا چاہیے۔

2: محروم طبقات کو جرائم سے روکنے، قتل وغارت گری اور معاشی عدم استحکام اور خود غرضی سے نکالنے کے لیے معاشرے کے باثر افراد کو اپنے رزق حلال سے صدقات وخیرات کی صورت میں رفاہی اداروں کی مکمل دیکھ بھال اور مالی امداد کرنی چاہیے۔

3: انبیاء کرام نے جہاں لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی ہے وہیں ان کے اصلاح احوال کی بھی پوری کوشش کی ہے اور ان لوگوں کو تعاون، تراحم اور باہمی کفالت پر بھی خصوصی توجہ دی ہے لہذا ہمیں بھی اس کام کو انبیاء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے امور میں بلا امتیاز و تفریق آگے بڑھنا چاہیے۔

4: پس ماندہ علاقوں میں رفاہ اور دعوت کا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے۔ آپ نے پس ماندہ افراد پر خصوصی توجہ دی۔ ایک یورپی مصنف نے صحیح کہا ہے کہ: "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس علاقے میں مبعوث ہوئے، جو دنیا کا پس ماندہ ترین خطہ تھا، یہ علاقہ بھر کے علوم وفنون کے مرکز سے

دور تھا،اور وہاں انسانی ترویج کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا،لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے ہی عرصہ میں اس علاقے میں ناقابل یقین حد تک جو حیرت انگیز انقلاب لے آئے،وہ آپ کے علاوہ کسی اور شخصیت سے ممکن ہی نہیں تھا۔یہ آپ کی راہنمائی کا اعجاز تھا کہ انسانی کردار کی عظمت سے محروم اس خطے سے عالم انسانیت کی راہنمائی کا آغاز ہوا۔

خلاصتہ البحث

الغرض قرآنی آیات اور احادیث نبوی کی روشنی میں یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ اسلام ہمیں احترام انسانیت اور خلق خدا کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کی تعلیم دیتا ہے، بیواؤں،مزدوروں،یتیموں،غریبوں اور بے کسوں کے ساتھ غم خواری اور اظہار ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔

خصوصا آج کے اس ماحول میں جہاں کمر توڑ مہنگائی نے کئی زندگیاں اجیرن کر دی ہیں،مزدور،کسان اور بہت سے لوگوں کی زندگی بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔

لہٰذا ایسے ماحول میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے محض انسانیت کی بنیاد پر ذات پات اور رنگ و نسل کا لحاظ کیے بغیر پریشان حال لوگوں کا تعاون جس طرح بھی ممکن ہو سکے تعاون کر کے آپسی ہمدردی،مساوات اور رواداری کا عملی نمونہ پیش کریں۔اور ہمیں انفرادی یا اجتماعی طور پر مفلوک الحال اور پریشان مخلوق خدا کی حتی الامکان خدمت اور تعاون کریں،کیونکہ مخلوق خدا کو حدیث کی روشنی میں اللہ کا کنبہ کہا گیا ہے۔اور ان کے ساتھ بھلائی و ہمدردی کو محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔اس لیے دین اسلام نے ان افراد کی حوصلہ افزائی کی ہے جو خدمت خلق کے جزبہ سے سرشار ہو کر سماج کے دوسرے ضرورت مندوں اور محتاجوں کا درد اپنے دلوں میں سمیٹے تنگ دستوں اور تہی دستوں کو حل کرنے کی فکر کرے اپنے آرام کو قربان کر کے دوسروں کی راحت رسانی میں اپنا وقت صرف کرے۔کمال یہ ہے کہ اسلام نے خدمت خلق کے دائرہ کو صرف مسلمانوں تک محدود رکھنے کا حکم نہیں دیا ہے،بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کو ضروری قرار دیا ہے۔

اس سے انسانیت کی تعمیر کے آپسی ہمدردی،باہمی تعاون اور بھائی چارے کی وسیع ترین بنیادیں فراہم ہوئی ہیں پڑوسی کے حقوق کی بات ہو یا مریضوں کی تیمارداری کا مسئلہ،غرباء کی امداد کی بات ہو یا مسافروں کے حقوق کا معاملہ ہو اسلام نے رنگ و نسل اور مذہب و ملت کی تفریق کے بغیر سب کے ساتھ یکساں سلوک کو ضروری قرار دیا ہے۔

پاکستان میں بھی ایسی لاتعداد این جی اوز ہیں جو دکھی انسانیت کی خدمت اور ملک سے غربت کے خاتمے کیلئے اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کر رہی ہیں۔فلاحی ادارے معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتے ہیں۔جب بھی کوئی مشکل آن پڑے یا حکومت عوامی فلاح و بہبود کے معاملات کو نظر انداز کرے تو یہ ادارے معاشرے میں بسنے والے لوگوں کا سہارا بنتے ہیں۔یہ فلاحی تنظیمیں معاشرے کا حسن ہوتی ہیں۔

فرقہ پرستی اور اخلاقی بحران کے اس دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ سماج کے بااثر افراد،تنظیمیں اور ادارے خدمت خلق کے میدان میں آگے آئیں،دنیا کو اپنے عمل سے انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔نیز نصاب تعلیم میں اخلاقیات کو بنیادی اہمیت دی جائے تاکہ نئی نسلوں میں بھی خدمت خلق کا جزبہ پروان چڑھے۔خدمت خلق اور رفاہ صرف دلوں کو فتح کرنے کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اسلام کی اشاعت کا موئثر ہتھیار بھی ہے۔

CC BY

حوالہ جات

---

[1] المائدہ:5،2

[2] محمد بن عیسی ترمزی،(م279ھ)سنن ترمذی،(بیروت:داراحیاء التراث العربی1998ء/1420ھ)،2623۔

[3] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث،(م275ھ)، سنن ابوداؤد(بیروت:دارالفکر،1985ء/1405ھ)،1469۔

[4] الذاریات،56،51

[5] احمد بن حسین بن علی، البیہقی(م445ھ)، السنن الکبری(بیروت:دار الکتب العلمیہ،1980ء/1403ھ)،286۔

[6] ولی الدین بن عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، التبریزی(740ھ)، مشکوۃ المصابیح(لاہور:ناشر، مکتبہ رحمانیہ،2016ء/1438ھ)،2509۔

[7] مسلم بن حجاج، القشیری،(م261ھ) صحیح مسلم(کراچی:مطبوعہ اصح المطابع،1981ء/1405ھ)،2045۔

[8] البقرہ2،219

[9] ام عبد منیب، اسلام اور رفاہ عامہ(لاہور:مشربہ علم و حکمت2005ء/1425ھ)517۔

[10] :البقرہ،2،177۔

[11] محمد طیب، اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت،(راولپنڈی:مکتبہ عثمانیہ2009ء/1430ھ)، ص ۵۳۔۱۵۲۔

[12] محمد بن اسماعیل، بخاری،(م256ھ)الصحیح البخاری،(کراچی:مطبوعہ اصح المطابع،1982ء/1404ھ)،3۔

[13] تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام(لاہور:ملک پبلیکیشنز2012ھ/1433ھ)،350۔

[14] مولانا حفظ الرحمن، سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام(ملتان:کتب خانہ فاروقیہ بوہڑ گیٹ،2005ء/1428ھ)،32۔

[15] ابوعبداللہ، ولی الدین، تبریزی،(م740ھ)مشکواۃ المصابیح(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1992ء/1413ھ)،5243۔

[16] ابو محمد، عبدالملک بن ہشام،(م326ھ)الخیرۃ النبویہ،(مطبوعہ اصح المطابع،1982ء/1404ھ)،2/345۔

[17] التوبہ:9،60

[18] محمد بن اسماعیل، بخاری،(م256ھ)الصحیح البخاری،(کراچی:مطبوعہ اصح المطابع،1982ء/1413ھ)

[19] القصص:28،77

[20] بنی اسرائیل17،7

[21] ساجد الرحمن، اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل،(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،1997ء/1417ھ)، ص۱۶۹۔